خوشگوار گھریلو زندگی سے متعلق
حضرت شاہ ولی اللہ کے منتخب اسلامی اصول
الموسوم بہ
اسلامی
تدبیرِ منزل
اسلامی انقلاب
ڈاکٹر محمد مظہر فرید شاہ
تحریک اسلامی انقلاب
جامعہ فریدیہ ساہیوال
پاکستان

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب ------------ اسلامی تدبیر منزل

مصنف ------------ ڈاکٹر محمد مظہر فرید شاہ (پی ایچ ڈی)

کمپوزنگ ------------ محمد ندیم فریدی جامعہ فریدیہ ساہیوال

مطبع ------------ فریدیہ پرنٹنگ پریس لیاقت چوک ساہیوال

040-4221485

تعداد ------------ ایک ہزار

اشاعت ------------ رمضان المبارک/اگست 2012ء

فہرست مضامین

i تدبیرِ منزل کا مفہوم

اخلاقِ فاضلہ، علومِ تجربیہ اور رائے کلی کے تقاضا کے مطابق گھر کے اَفراد اور دیگر اَحباب کے ساتھ ربط اور تعلق کو اس حیثیت سے استوار کرنا کہ جس کا نتیجہ باعزت میل جول کی صورت میں ظاہر ہو، دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ کسی شخص کا دوسرے اَشخاص کے ساتھ معزز ترین برتاؤ اور اُس برتاؤ کی حفاظت کی تدبیروں کا نام تدبیرِ منزل ہے۔

نیز یہ کہ اللہ جل جلالہ نے انسان کی طبیعت میں اِجتماع پسندی کو ودیعت کر دیا ہے اِجتماعی زندگی کو اِختیار کئے بغیر انسان رہ سکتا ہی نہیں کیوں کہ انسانی زندگی کی تدبیر، تعمیر اور تحسین کا تقاضا ہے کہ اِجتماعی زندگی کو اختیار کیا جائے، انسان اپنی جسمانی، ذہنی اور روحانی ضروریات کی تکمیل کیلئے اپنے ہم نوع دیگر اَفراد کا محتاج ہے، ان کی اِعانت کے بغیر یہ شخص اپنی زندگی کی محترم تعمیر نہیں کرسکتا، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مقدس میں انسان کے مدنی الطبع ہونے کی خبر ان کلمات سے عطا کی ہے۔

{ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ }(1)

یعنی اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے بنایا تا کہ آپس میں پہچان رکھو، بے شک اَللہ کے ہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے بے شک اَللہ جاننے والا خبردار ہے۔

غرض یہ کہ اِنسان معاشرتی زندگی کا خُوگر ہے اور معاشرتی زندگی کا حسن باہمی محبت، تعاون اور تناصر کا تقاضا کرتا ہے، اِس لئے جن عوامل سے افرادِ معاشرہ میں نفرت اور کدورت پھیلتی ہے اُنہیں ختم کیا جائے اور محبت و موَدّت کے جذبات کو فروغ دینے والے عوامل کو حرکت میں لایا جائے۔

(1) الحجرات، 13:49

معاشرتی زندگی میں اِنسان کا جن لوگوں سے زیادہ قریبی تعلق رہتا ہے وہ اُس کے قریبی رشتہ دار، پڑوسی اور دیگر دوست آشنا اور متعلقین ہوتے ہیں جیسے اُس کے ہم درس، ہم پیشہ اور ایک ہی حلقہء خدمت وارادت کے ہم نشین وغیرہ، اس قریبی تعلق کو بحال اور برقرار رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ ملاقات کا سلسلہ جاری رکھا جائے، مناسب موقعوں پر ہدیہ اور تحفہ کو پیش کرتے رہنا چاہیئے، دوری کے وقت بذریعہ خط وکتابت (موجودہ دور میں ٹیلی فون، ای میل، انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعہ) رابطہ بحال رکھا جائے، اور اُمورِ معاشیہ میں ایک دوسرے کی مدد کی جائے۔ تکالیف اور شدائد میں ایک دوسرے کی غمگساری کی جائے، غرض یہ کہ ہمدردی اور غمگساری سے محبت بڑھتی ہے اور اسی پر عمران وتمدن کی بقاء کا دارومَدار ہے، باہم دیگر غمگساری کا اَجر اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے عرفان کے ساتھ عطا کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ عزّ وجل فرمائے گا: اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تھا تو نے میری عیادت نہیں کی، وہ شخص کہے گا اے میرے رب میں تیری عیادت کیسے کرتا؟ حالانکہ تو رب العالمین ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں میرا فلاں بندہ بیمار تھا اگر تو اُس کی عیادت کرتا تو مجھے اُس کے پاس پاتا، اے ابنِ آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا وہ شخص کہے گا، اے میرے رب میں تجھے کھانا کیسے کھلاتا حالانکہ تو رب العالمین ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا اگر تو اُسے کھانا کھلا دیتا تو تُو اسے میرے پاس پاتا، اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا اگر تو اُسے پانی پلا دیتا تو تُو اُسے میرے پاس پاتا۔

ii تدبیر منزل کے تقاضے

حضرت شاہ ولی اللہ نے محترم عمرانی زندگی اور باوقار تمدن کو باہمی الفت اور محبت و مُروت کے ساتھ وابستہ قرار دیا ہے، آپ نے قرآن وسنت کی روشنی میں محبت بڑھانے والے درج ذیل اُمور رقم فرمائے ہیں (1)

﴿الف﴾ سلام کہنا

آدابِ مُلاقات میں یہ بھی ضروری ہے کہ ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو سلام پیش کیا جائے (جیسا کہ بہ روایت ابو ہریرہ حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

(والذی نفسی بیدہ لا تدخلوا الجنۃ حتی تومنوا ولا تومنوا حتی تحابو الا ادلکم علی امر اذا انتم فعلتموہ تحابتم افشو السلام بینکم۔) (2)

قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے جب تک تم ایمان نہیں لاؤ گے، جنت میں داخل نہیں ہو سکتے اور اُس وقت تک تم ایمان دار نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو کیا میں تمہاری راہنمائی اُس چیز کی طرف نہ کروں کہ جسے اِختیار کرنے کے بعد تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو؟ (اَور وہ یہ ہے) تم آپس میں بکثرت سلام کیا کرو۔

﴿ب﴾ طلبِ اجازت

یہ کہ ایک دوسرے کے گھروں میں یا کمروں میں داخل ہوتے وقت اِجازت طلب کی جائے۔ جیسا کہ اِرشاد باری تعالیٰ ہے۔

(1) شاہ ولی اللہ، البدور البازغہ، ص146

(2) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب بیان انہ لایدخل الجنۃ الا المؤمنون وان محبۃ، رقم 54 ص 74/1

{ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰی اَھْلِھَا ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ }(1)

یعنی اے ایمان والو! اُس وقت تک اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک کہ تم اجازت نہ لے لو اور اہل خانہ کو سلام نہ کرلو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے تا کہ تم نصیحت قبول کرو۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر تین مرتبہ دستک دینے کے بعد جب کوئی جواب نہ ملا اور واپس چلے آئے، تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے واپس پلٹ جانے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے حضور علیہ السلام کا اِرشاد گرامی سنایا۔

(وقد قال رسول اللہ ﷺ اذا استأذن احدکم ثلاثاً فلم یؤذن له فلیرجع) (2)

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جب تم میں سے کوئی شخص تین مرتبہ (کسی کے گھر داخل ہونے کی اِجازت طلب کرے اور اُسے کوئی جواب نہ دیا جائے تو اُسے واپس لوٹ جانا چاہئے)

﴿ج﴾ حفاظتِ نظر

غیر محرم اور اجنبی عورتوں سے اپنی نظروں کو نیچا رکھنا چاہئے

اِرشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ذٰلِكَ اَزْکٰی لَھُمْ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ وَ قُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ الخ }(3)

یعنی اور مسلمان مَردوں کو کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کیلئے بہت ستھرا ہے بے شک اَللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو کہہ دیجئے

(1) النور، 27:24
(2) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الاداب، باب استئذان، رقم 2153 ص 1694/3
(3) النور، 31,30:24

اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

﴿د﴾ مخفیات کی کُرید سے بچنا

لوگوں کے اُن مخفی اور باریک نکتوں کی ٹوہ لگانے سے احتراز کیا جائے جو چیونٹی کی طرح چال چل کر آہستہ آہستہ دلوں میں نفرت پیدا کرتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اِرشاد فرمایا۔

(ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تافسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا و کونوا عباد اللہ اخوانا) (1)

یعنی بدگمانی سے بچو کیوں کہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے ایک دوسرے کے ظاہری اور باطنی عیب مت تلاش کرو، حرص نہ کرو، حسد نہ کرو، بغض نہ کرو، ایک دوسرے سے روگردانی نہ کرو، اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن جاؤ۔

وہ مخفی اور باریک نکتے جو دلوں میں کدورت پیدا کرتے ہیں شاہ ولی اللہ اُن کی مثال میں گفتگو میں پیش رفت کرنا، آگے چلنے کی کوشش کرنا، بات بات پر تنقید و نکتہ چینی کرنا اور خود نمائی کیلئے دوسروں کی تحقیر کرنا کو بیان کیا ہے۔ دراصل یہ تمام علاماتِ تکبر ہیں جب کہ روحانی غذا عفو اور تواضع ہے۔

بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

(ما نقصت صدقۃ من مال و ما زاد اللہ عبدا بعفو الا عزا وما تواضع احد للہ الا رفعہ اللہ) (2)

یعنی صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور بندے کے معاف کرنے سے اللہ اُس کی عزت بڑھاتا ہے اور جو شخص بھی اللہ کی رضا کیلئے عاجزی کرتا ہے اَللہ اس کا درجہ بلند کرتا ہے۔

(1) مسلم ،الجامع الصحیح ،کتاب البروالصلۃ والادب، باب تحریم الظن والتجسس والتنافس والتناجش ونحوھا،رقم 2563ص1985/4

(2) مسلم ،الجامع الصحیح ،کتاب لبروالصلۃ والادب، باب استحباب العفو والتواضع،رقم 2588ص2001/4

iii تدبیر منزل کی تقسیم

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ تدبیرِ منزل کے تین حصے یا نظام ہیں۔

اِزدواج و نکاح

وِلادت و اولاد

مِلک (مالک و مملوک یا سردار و ماتحت)

پہلا حصہ: اِزدواج و نکاح

1۔ مفہومِ نکاح

علامہ ابن منظور لکھتے ہیں: ازہری نے کہا ہے کہ کلام عرب میں نکاح کا معنی عملِ ازدواج ہے اور تزوج (شادی) کو بھی نکاح اس لئے کہتے ہیں کہ وہ عملِ ازدواج کا سبب ہے جوہری نے کہا ہے کہ نکاح کا اِطلاق عملِ ازدواج پر ہوتا ہے اور کبھی عقد پر بھی نکاح کا اطلاق ہوتا ہے(1)

2۔ حکمِ نکاح

اِمام غزالی رحمۃ اللہ نے نکاح کی فضیلت کی بابت علماء کے دو طبقوں کا ذکر کیا ہے، علماء کے ایک طبقہ کا کہنا ہے کہ تنہائی میں عبادت کرنے سے نکاح کرنا افضل ہے جبکہ دوسرے طبقہ کا کہنا ہے کہ نکاح میں فضیلت ہے لیکن عبادت الٰہی سے افضل نہیں ہے اور نفلی عبادات نکاح سے افضل ہیں تا وقتیکہ خواہشاتِ نفسانیہ اتنی بڑھ جائیں جس سے گناہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو(2)

---

(1) ابن منظور ،لسان العرب ، ص426/2

(2) غزالی، محمد بن محمد ، إحیاء علوم الدین ،ص21/2

3۔ فضیلتِ نکاح (از روئے قرآن وسنت)

اللہ تعالیٰ نے غیر شادی شدہ لوگوں کی شادی کرنے کا حکم دیا، فرمایا

{ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ }(1)

یعنی اپنے غیر شادی شدہ لوگوں کا نکاح کرواپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا (نکاح کرو)

اور مطلقہ عورتوں کی بابت اِرشاد فرمایا۔

{ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ }(2)

یعنی اور مطلقہ عورتوں کو اپنے خاوندوں کے ساتھ نکاح کرنے سے نہ روکو۔

اور اللہ تعالیٰ نے انبیاء ومرسلین کے ازدواج کو بطور تحسین ذکر فرمایا۔

{ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً }(3)

یعنی اور ہم نے آپ سے پہلے رسولوں کو بھیجا اور اُن کیلئے بیویوں اور بچوں کے رشتے قائم کئے۔

اللہ جل جلالہٗ نے اپنے اُن بندوں کی توصیف کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی بیویوں اور اولاد کی طرف سے سکون کے طلبگار ہیں۔(4)

حضور نبی کریم ﷺ کے ارشادات سے بھی نکاح کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

(عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر و احصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء) (5)

(1) النور ، 32:24

(2) البقرۃ ، 232:2

(3) الرعد، 38:13

(4) الفرقان ،74:25

(5) مسلم ،الجامع الصحیح ،کتاب النکاح ،باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسہ الیہ ووجد مؤنہ، رقم1400ص1019/2

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے اِرشاد فرمایا اے جوانو! تم میں سے جو شخص گھر بسانے کی طاقت رکھتا ہے اُسے نکاح کر لینا چاہئے کیوں کہ نکاح سے آنکھوں میں شرم آجاتی ہے اور شرم گاہ گناہوں سے محفوظ رہتی ہے اور جو شخص نکاح کی طاقت نہیں رکھتا وہ روزے رکھے کیوں کہ روزوں سے شہوت ٹوٹتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ چند صحابہ نبی کریم ﷺ کی ازواج کے پاس حاضر ہوئے اور نبی کریم ﷺ کی خلوت کے اعمال معلوم کئے پھر ایک نے کہا میں عورتوں سے شادی نہیں کروں گا اور ایک نے کہا میں گوشت نہیں کھاؤں گا اور ایک نے کہا میں بستر پر نہیں سوؤنگا۔ حضور علیہ السلام نے یہ سب باتیں سن کر اللہ جل جلالہ کی حمد وثناء کی اور فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسے ایسے کہتے ہیں (دیکھو) میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور نیند بھی کرتا ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں، جو شخص میری سنت سے اعراض کرے گا وہ میرے طریقہ پر نہیں ہے۔(1)

4۔ مناسب بیوی کی خصوصیات

حضرت شاہ ولی اللہ ازدواج کی ضروریات اور آداب کے عنوان میں رقمطراز ہیں اِس ارتفاق کا کمال اِس میں ہے کہ جن اغراض ومقاصد اور ضرورتوں کی تکمیل کیلئے ازدواج ونکاح کی مشروعیت کی گئی ہے وہ بخوبی سرانجام پاتے رہیں، چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لئے پسندیدہ امر یہ ہے کہ جس عورت کو رفیقۂ حیات کی حیثیت سے منتخب کیا جائے وہ خوبصورت ہو، کنواری ہو، اولاد پیدا کرنے کی پوری صلاحیت رکھتی ہو، پاکدامن ہو، اپنی اولاد کے ساتھ قلبی لگاؤ رکھتی ہو، اُس کے دل میں شوہر کی محبت ہو، اُس کے مال ودولت کی حفاظت کرنے والی ہو اور امانت دار ہو، اُمورِ خانہ داری سے پوری واقف اور ماہر ہو، غصیلی اور کمزور طبیعت کی نہ ہو وغیرہ

(1) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسہ الیہ ووجد مؤنہ، رقم 1401 ص 2/1020

شریعتِ اسلامیہ میں اچھی بیوی کے مندرجہ ذیل تین اوصاف کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔

وصف اول: بیوی کا شوہر کے تابع فرمان اور اسکے مال وعزت کی محافظ ہونا

{ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ }(1)

یعنی پس نیک عورتیں (خاوند کی) فرمانبردار ہوتی ہیں اور خاوند کی غیر موجودگی میں (اُس کے مال اور عزت کی) حفاظت کرتی ہیں، جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا ہے۔

(عن عبد الرحمن ابن عوف قال قال رسول اللہ ﷺ اذا صلت المرأة خمسها و صامت شهرها و حفظت فرجها و اطاعت زوجها قيل لها اُدخلی من ای ابواب الجنة شئت)
(2)

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب عورت پانچ وقت کی نمازیں پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنی عصمت کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے اس سے کہا جائے گا جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جا۔

بیوی کے مرغوب فیہ اوصاف جبکہ دیندار ہونا بہترین وصف ہے۔

(عن ابی هريرة قال قال رسول اللہ تنكح المرأة لاربع لما لها و تحسنها و لجمالها ولدينها فاظفر بذات الدين تربت يداك) (3)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ عورت کے ساتھ چار چیزوں کی بنیاد پر شادی کی جاتی ہے اُس کے مال کی بنیاد پر، اُس کی خاندانی شرافت کی بنیاد پر، اس کی خوبصورتی کی بنیاد پر، تو تم دیندار عورت کو حاصل کرو تمہارا بھلا ہو۔

---

(1) النساء ، 34:4

(2) ابن حبان ، صحیح ، رقم 4163، ص471/9

(3) البخاری ، الجامع الصحیح ،کتاب النکاح ،باب الاکفاء فی الدین ، رقم 4802ص1958/5

وصف دوم: عورت کا پیدائشِ اولاد کیلئے صلاحیت دار ہونا

وصف سوم: عورت کا خاوند کیلئے حب دار ہونا

حضور نبی کریم ﷺ نے شادی کیلئے عورت کے حسب ونسب اور منصب و جمال پر اُس کے خاوند کیلئے حب دار اور بچے پیدا کرنے کی صلاحیت رکھنے والی عورت کو ترجیح دی ہے، حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا تھا۔

(تزوجوا الودود والولود)(1)

یعنی تم محبت کرنے والی اور بچوں کو جنم دینے کی صلاحیت رکھنے والی عورت سے نکاح کرو۔

5۔مناسب شوہر کی خصوصیات

حضرت شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں

شوہر کے انتخاب میں مندرجہ ذیل اوصاف کو مدنظر رکھا جائے۔

وہ فقیر اور قلاش نہ ہو، نہ بے جا غصہ کرنے والا ہو اور نہ ہی مار پیٹ کا عادی ہو، اُسکے مزاج میں طیش نہ ہو، نہ وہ قوت مردی سے محروم ہو نہ کسی متعدی مرض میں مبتلا ہو(مثلا وہ کوڑھی نہ ہو، اور نہ کوئی ایسی بیماری اُسے لاحق ہ گئی ہو جو نا قابل علاج یا قابلِ نفرت ہو(جیسے برص وغیرہ) نہ وہ مجنون اور دیوانہ ہو اور نہ وہ اکتساب معاش اور طلب رزق سے دل چُرا کر دوسروں پر بوجھ بن کر رہتا ہو(2)

شوہر کے بعض اوصاف درج ذیل ہیں۔

وصف اول: یہ کہ شوہر قلاش نہ ہو

(عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال خیر الصدقۃ ما کان علی ظھر غنی والید العلیا خیر من الید السفلیٰ و ابدا بمن یعول قال و من لی عیال یا رسول اللّٰہ ؟ قال امرء تك تقول

(1) ابو داؤد ، سنن ،کتاب النکاح، باب النھی عن تزویج من لم یلد من النساء رقم 2050ص220/2

(2) شاہ ولی اللّٰہ ، البدور البازغہ ، ص136

اطعمنی والا فارقنی) (1)

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بہترین صدقہ تو نگری میں دینا ہے، اوراوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور اپنے عیال سے ابتداء کرو حضرت ابو ہریرہ نے عرض کی یارسول اللہ میرے عیال کون ہیں؟ فرمایا تمہاری بیوی جو کہتی ہے مجھے کھلاؤ، یا علیحدہ کردو دارِ قطنی اپنی سند کے ساتھ مزید روایت کرتے ہیں۔

(عن سعید ابن المسیب فی الرجل لا یجد ما ینفق علی امرأته قال یفرق بینهما) (2)

سعید بن مسیّب فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی بیوی کا خرچ برداشت نہ کر سکے ان کے درمیان تفریق کردی جائے گی۔

وصف دوم: یہ کہ خاوند شدید مرض میں مبتلا یا عرصہ دراز کا قیدی نہ ہو

دارالافتاء مصر کے الفتاویٰ الاسلامیہ میں اِمام مالک رحمہ اللہ کے مذہب کی نصوص پر مشتمل ایک تفصیلی فتویٰ میں مرقوم ہے۔

''اگر خاوند مریض ہو یا قید میں ہو اور بیوی کو نفقہ نہ دے سکے تو قاضی اسے اتنی مہلت دے جس میں اس کے شفایاب ہونے یا قید سے چھوٹنے کی توقع ہو اگر مرض کی مدت اتنی بڑھ جائے یا قید کی مدت اتنی زیادہ ہو جس سے عورت کو ضرر پہنچے یا اُسے فتنہ لاحق ہونے کا خدشہ ہو تو قاضی اس پر طلاق واقع کردے''(3)

(1) دار قطنی، علی بن عمر ، سنن ، ص296/3

(2) دار قطنی ، سنن ، ص297/3

(3) المجلس الاعلیٰ للشوؤن الاسلامیہ مصر ، الفتاوی الاسلامیہ من دارالافتاء مصر ص279/1

وصفِ سوم: یہ کہ خاوند مار پیٹ کرنے والا نہ ہو

ایک عورت نے حضورﷺ سے اپنے نکاح کے متعلق مشورہ لیا اور ایک شخص کے پیغام کا ذکر کیا آپ نے فرمایا وہ اپنا ڈنڈا اپنے کندھے سے نیچے نہیں اُتارتا(1)

(حضورﷺ نے عورت کو ایسے شخص کے انتخاب میں محتاط رہنے کا مشورہ دیا جو مارنے پیٹنے کا عادی تھا)

مردوں کو اپنی بیویوں کی پٹائی کی اجازت صرف اس صورت میں ہے کہ جب بیوی کی طرف سے ''نشوز'' کا اندیشہ ہو(2)

نشوز کا مطلب ہے کہ جہاں عورتوں کو دیکھنا نہیں چاہیئے وہ وہاں دیکھیں اور وہ ایک طرف سے آئیں اور دوسری طرف نکل جائیں اور تمہیں اُس کی بابت شک ہو جائے۔(3)

6۔ طریقہ نکاح اور اس کے متعلقات

انعقادِ نکاح کے حوالہ سے حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ نکاح انسان کے حق میں اللہ تعالیٰ کی ایک خاص عنایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِسے مروجہ طریقہ پر نکاح کرنے کا اِلہام فرمایا ہے(4)

نکاح سے متعلق جن الہامی اُمور کو حضرت شاہ ولی اللہ نے ذکر کیا ہے قدرے وضاحت کے ساتھ وہ حسبِ ذیل ہیں۔

6.1 نکاح کیلئے غیر محرم ہونا

قرآن مقدس میں ایسی عورتوں کی ایک فہرست بتادی گئی ہے جن کے ساتھ نکاح ناجائز ہے اور یہ وہ عورتیں ہیں جو مرد کے ساتھ محرمیت کا رشتہ رکھتی ہیں۔

---

(1) مسلم ،الجامع الصحیح ،کتاب لطلاق، باب المطلقة ثلاثا لانفقة لھا رقم1480ص1114/2

(2) النساء ، 6:4

(3) طبری ، تفسیر ، ص38/5

(4) شاہ ولی اللہ ، البدور البازغہ ، ص129

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے۔

{ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْ أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَائِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا } (1)

یعنی حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری مائیں جنہوں نے دودھ پلایا، اور دودھ کی بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تم اپنی جن بیویوں کے ساتھ صحبت کر چکے ہو اُن کی وہ بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں پھر اگر تم نے اُن کے ساتھ صحبت نہ کی ہو تو اُن کی بیٹیوں (کے ساتھ نکاح کرنے) میں کوئی حرج نہیں ہے، اور تمہارے نسلی بیٹوں کی بیویاں اور دو بہنیں اکٹھی کرنا مگر جو ہو گیا (سو ہو گیا) بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

6.2 ایجاب وقبول ہونا

معاہدۂ نکاح میں ایجاب اور قبول کو ضروری قرار دیا گیا، اس کے بغیر نکاح کو زبردستی شمار کیا جائے گا (مثلاً مرد ایجاب کر لے مگر عورت اُسے قبول نہیں کرتی ہے مگر مرد پھر بھی اُسے اپنے حرم میں لانے کا پابند قرار دے لیتا ہے)

اسلام سے پہلے اہلِ عرب کا دستور تھا کہ میت کے مال کا مالک بننے کے ساتھ وہ میت کی بیوی کے بھی مالک بن جاتے تھے، مگر شریعت اسلامیہ نے زبردستی کے نکاح کو ناجائز قرار دیا ہے۔ اِرشادِ

(1) النساء، 23:4
شاہ ولی اللّٰہ، حجۃ اللّٰہ البالغہ، ص131/2

باری تعالیٰ ہے۔

{ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا }(1)

یعنی اے ایمان والو! تمہیں حلال نہیں ہے کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ۔

6.3 عورت کے سرپرستوں کی اِجازت

حضرت شاہ ولی اللہ نے انعادِ نکاح کیلئے عورت کے سرپرستوں کی اجازت کو لازمی قرار دیا ہے۔ امام شافعی(2)، امام مالک(3) اور حنابل(4) کا یہی نظریہ ہے جب کہ امام ابوحنیفہ نے ولی کی اِجازت کے بغیر عاقلہ بالغہ کے نکاح کو جائز قرار دیا ہے

سرخسی آئمہ ثلاثہ کے استدلال(لا نکاح الا بولی)یعنی ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا ہے" کے جواب میں لکھتے ہیں بالفرض اگر یہ روایت صحیح ہو تو یہ باندی پر محمول ہے کیوں کہ باندی کا اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا صحیح نہیں ہے یا یہ حدیث صغیرہ (بچی) اور مجنونہ پر محمول ہے یا یہ حدیث استحباب پر محمول ہے یعنی مستحب یہ ہے کہ عورت بغیر ولی کے از خود نکاح نہ کرے کیوں کہ یہ خالص عورت کا حق ہے(5)

جیسا کہ اس روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے۔

(عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ الايم احق بنفسها من وليها) (6)

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غیر شادی شدہ لڑکی (کنواری ہو یا بیوہ) ولی کی بہ نسبت اپنے نکاح کی زیادہ حق دار ہے۔

---

(1) النساء ، 19:4
(2) نووی ، شرح مسلم ، ص455/1
(3) مالکی ،ابن رشد ، بداية المجتهد ، ص7,6/2
(4) ابن قدامه ،موفق الدين ابو محمد عبد الله بن احمد حنبلي ، المغنى ، ص5/7
(5) سرخسی حنفی ، المبسوط،ص13/5
(6) مسلم ،الجامع الصحيح ،كتاب لنكاح، با ب استئذان الثيب فى لنكاح بالنطق والبكر بالسكوت،رقم1421ص1037/2

تاہم شاہ ولی اللہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کے عدمِ انعقاد پر زور دے کر فرماتے ہیں۔

''معلوم کرو کہ خصوصا نکاح میں عورتوں کو حکم کرنا روا نہیں ہے کیوں کہ عورتیں ناقصات العقل ہیں اور ان کی فکر ناقص ہوتی ہے اس لئے بسا اوقات انہیں مصلحت کی طرف راہنمائی نہ ہو سکے گی دوسرے سے غالبا وہ حسب کی حفاظت نہ کریں گی اور بسا اوقات غیر کفو کی طرف اُنہیں رغبت ہو سکتی ہے اور اس میں ان کی قوم کی عار ہے۔۔۔''

مگر ساتھ ہی حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں'' کہ میں کہتا ہوں کہ یہ بھی روا نہیں ہے کہ صرف اولیاء کو نکاح کا اِختیار دیا جائے کیوں کہ اپنا نفع وضرر جو عورت جانتی ہے وہ اُس سے ناواقف ہیں اور وہ نفع ونقصان اُس کی طرف عائد ہونے والا ہے''(1)

6.4 گواہوں کی موجودگی

حضرت شاہ ولی اللہ انعقادِ نکاح کیلئے گواہوں کے موجود ہونے کو ضروری قرار دیتے ہیں، احناف (2) حنابلہ اور شوافع (3) کا بھی یہی مؤقف ہے۔ جبکہ مالکیہ اِعلانِ نکاح کو ضروری سمجھتے ہیں۔ درج ذیل روایات سے نکاح کیلئے گواہان کی موجودگی ضروری قرار پاتی ہے۔

(عن ابن عباس ان النبی ﷺ قال البغایا اللاتی ینکحن انفسھن بغیر بینۃ) (4)

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا بدکار عورتیں وہ ہیں جو گواہوں کے بغیر اپنا نکاح کرتی ہیں۔

حافظ ذیلعی نے یہ حدیث نقل کی ہے۔

(1) شاہ ولی اللّٰہ، حجۃ اللّٰہ البالغہ، ص127/2

(2) سرخسی حنفی، مبسوط، ص31/5

(3) ابن قدامہ ، المغنی، ص7/7

(4) ترمذی، سنن، کتاب النکاح، باب ما جاء لانکاح الا ببینتہ رقم 1103ص411/3

(قال علیہ السلام لا نکاح الا لشھود) (1)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بغیر گواہوں کے نکاح نہیں ہوتا۔

6.5 اِعلانِ نکاح

حضرت شاہ ولی اللہ نے اِعلان نکاح کیلئے دو اُمور کو ذکر کیا ہے۔

پہلا امر خطبہ نکاح پڑھنا اور دوسرا امر دَف بجا کر اِظہار کرنا۔

خطبہ کی بابت حجۃ اللہ البالغہ میں رقم کرتے ہیں۔

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حاجت یعنی نکاح وغیرہ کے وقت تشہد کی تعلیم عطا فرمائی، اور وہ اس طرح " الحمد للہ نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا الہ و اشھد ان محمد عبدہ ورسولہ "

اور اس کے بعد یہ تین آیتیں پڑھے۔

☆ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (2)

☆ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا۔

☆ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا (3)

---

(1) ذیلعی، حافظ جمال الدین محمد عبد اللہ، نصب الرایہ، ص3/167

(2) النساء، 1:4

(3) احزاب33: 71,70

تین آیات کی بابت سفیان ثوری کی وضاحت حسبِ ذیل ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ شادی کے موقع پر خطبہ کا مقصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''میں کہتا ہوں اہلِ جاہلیت قبل از نکاح خطبہ پڑھا کرتے تھے اور اُس میں اپنی قوم کے فخر بیان کرتے تھے اور اسے مقصود کا وسیلہ قرار دیتے تھے اور اس کا اعلان چاہتے تھے اور اس رسم کے جاری ہونے میں مصلحت تھی کہ خطبہ کی بنیادی غرض دو اُمور تھے۔

امر اول: تشہیر

امر ثانی: ایک شی کا اس حیثیت سے ہونا کہ وہ سنی گئی ہے اور دیکھی گئی ہے

اور نکاح کی تشہیر میں یہ حکمت ہے کہ نکاح اور زنا میں تمیز ہو جائے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ خطبہ کا استعمال مُہتَم بالشان اُمور میں کیا جاتا ہے اور نکاح کا اہتمام اور اس کا ایک عظیم الشان امر ہونا بڑے مقاصد میں سے ایک ہے۔

لہذا نبی کریم ﷺ نے اس کے اصل کو باقی رکھا اور اس کی صورت میں اس طرح تغیر فرما دیا کہ ان مصالح کے ساتھ مصلحتِ کلیہ کو شامل فرما دیا کہ ہر ارتفاق کے ساتھ جو ذکر اُس کے مناسب ہے، ملا دیا جائے اور ہر جگہ شعارِ الٰہی کی عظمت کی جائے تا کہ دین کے نشانات پھیل جائیں (1)

نکاح کے وقت خطبہ کی اہمیت کے اظہار کیلئے حضرت شاہ ولی اللہ سے متعدد روایات کو بھی ذکر کیا ہے جن میں خطبہ کے ساتھ ساتھ دف کوٹ کر اظہار کرنے کا ذکر بھی موجود ہے۔

6.6 حقِ مہر کا تقرر

نظمِ نکاح کا پابند کرنے کیلئے اَللہ تعالیٰ نے خاوند کے ذمہ عورت کیلئے مہر کی ادائیگی کو لازم قرار دیا ہے تا کہ خاوند نکاح کی حدود کو توڑنے سے اجتناب کرے اور اُسے طلاق دینے کی صورت میں مال

(1) شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، ص127/2

کے نقصان کا خطرہ لگا رہے اور شدید ترین ضرورت کے بغیر نکاح کو توڑنے کی جرأت نہ کر سکے، مہر کے مقرر کرنے میں ایک قسم کی پائیداری موجود ہے جو کہ عدم تقرر میں نہیں ہے۔ مال کے ساتھ محبت ایک فطری بات ہے اور جب ایک مرد مال کو خرچ کر کے حصولِ اِزدواج کرتا ہے تو پھر اِسے ازدواجی سلسلہ اختیار کرنے میں سنجیدہ قرار دیا جائے گا، اِس مرد کے رقم خرچ کر کے سلسلہ ازدواج کو قائم کرنے سے نہ صرف یہ کہ عورت مطمئن ہوگی بلکہ عورت کے لواحقین بھی اس عمل سے آنکھوں کی ٹھنڈک محسوس کریں گے، حقِ مہر کے تقرر کی بابت ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ }(1)

اور ان (محرمات) کے علاوہ جو عورتیں ہیں وہ تمہارے لئے حلال ہیں کہ اپنے اموال کے ذریعہ تلاش کرو، حفاظتِ عصمت کرتے ہوئے نہ کہ مستی نکالنے کی غرض سے۔

حضرت شاہ ولی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے نفسِ مہر کو تو باقی رکھا مگر کسی خاص حد کے ساتھ اُسے متعین نہیں کیا اور یہ بالکل اس طرح کہ جیسے مرغوبہ اشیاء کا ثمن ایک خاص مقدار سے مقرر کرنا مشکل ہے جیسے لوگوں کے مزاج، رغبتیں اور عادات مختلف ہیں اسی طرح حق مہر بھی مقدار کے اعتبار سے مختلف ہوسکتا ہے، جیسا کہ حضور ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا تھا

(التمس و لو خاتماً من حديد) (2)

یعنی (کچھ نہ کچھ تو بطور مہر) تم تلاش کرو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو۔

مزید فرمایا

(من اعطىٰ فى صداق امرأة ملء كفيه سويقاً او تمرا فقد استحل) (3)

جس شخص نے اپنی بیوی کے مہر میں چلو بھر ستو یا کھجوریں دے دیں پس اس نے حلال کرلیا۔

(1) النساء، 24:4
(2) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب السلطان ولی لقول النبی ﷺ زوجناکها بما معك من، رقم 1842ص1973/5
(3) ابو داؤد، سنن، کتاب النکاح، باب قلة السهر، رقم 2110ص236/2

تاہم حضور ﷺ نے اپنے ازواج و مطہرات کے مہر میں ساڑھے بارہ اوقیہ مقرر کر رکھے تھے۔ حضور ﷺ مقرر کئے گئے حق مہر کی ادا پر خوب زور دیتے تھے چنانچہ حضرت عقبہ بن عامر سے مروی ہے

(قال رسول الله ﷺ احق الشروط ان تؤدوا به ما استحللتم به الفروج) (1)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شرائط میں سے وہ شرط پوری کی جانے کی زیادہ مستحق ہے جس کے ذریعہ تم اپنی عورتوں کی عصمت کے مالک بنے ہو۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اداء مہر کے حوالہ سے ارشاد فرمایا۔

{ وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً }(2)

یعنی اور عورتوں کو اُن کے حق مہر خوش دلی سے دے دو۔

حضرت شاہ ولی اللہ نے تقرر مہر میں حضرت امام شافعیؒ کے مسلک کو ترجیح دی ہے تعلیم قرآن لوہے کی انگوٹھی اور چلو بھر ستو یا کھجوروں کو بھی حق مہر قرار دیئے جانے کی توثیق کی ہے، الجامع الصحیح للمسلم کی ایک روایت کے مطابق حضور نے ایک شخص سے فرمایا کہ تمہیں جو قرآن مجید یاد ہے اُس کے بہ سبب میں نے تمہارا نکاح اس سے کر دیا(3)

علامہ نووی لکھتے ہیں، اِس حدیث میں اس امر کی دلیل ہے کہ تعلیمِ قرآن کو مہر بنانا درست ہے اور قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینا صحیح ہے یہ دونوں اُمور امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک جائز ہیں قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ تعلیمِ قرآن پر اُجرت لینا امام ابوحنیفہ کے علاوہ تمام فقہاء کے نزدیک صحیح ہے۔(4)

---

(1) مسلم ،الجامع الصحیح ،کتاب النکاح ،باب الوفاء بالشروط فی النکاح رقم 1418 ص 1035/2

(2) النساء، 4:4

(3) مسلم ،الجامع الصحیح ،کتاب النکاح، باب التزویج علی القرآن وبغیر صداق رقم 4854 ص 1977/5

(4) نووی ، یحیٰ بن شرف شافعی ، شرح مسلم ، ص 458/1

6.7 ولیمہ

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ ولیمہ دراصل جدید نعمت کے حصول پر اِظہار سرور و مسرت ہے، ایسی صورت میں آدمی مال خرچ کرنے پر آمادہ ہوتا ہے اور اس خواہش کی اتباع میں سخاوت کی عادت اور خواہشِ بخل کی نافرمانی ہوتی ہے چونکہ ولیمہ میں سیاستِ مدنیہ، سیاست منزلیہ اور تہذیب نفس اور احسان کے متعلق بہت سے فوائد پائے جاتے ہیں اس لئے حضور ﷺ نے دعوتِ ولیمہ کو باقی رکھا، اس کی تعمیل پر رغبت دلائی صرف یہی نہیں بلکہ خود بھی عمل کیا (1)

ولیمہ کی ترغیب میں حضور ﷺ کے مندرجہ ذیل ارشادات ہیں۔

(عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ اذا دُعی احدکم الی الولیمۃ فلیاْتہا) (2)

حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی شخص کو جب ولیمہ پر بلایا جائے تو وہ ضرور جائے۔

علامہ عینی لکھتے ہیں

ظاہریہ کے نزدیک ولیمہ فرض عین ہے امام شافعی کا بھی یہی قول ہے، امام مالک کا بھی یہی مذہب مشہور ہے، امام احمد کے نزدیک ولیمہ مستحب ہے۔

بعض شافعیہ کے نزدیک ولیمہ واجب ہے، بعض مالکیہ کے نزدیک ولیمہ مستحب ہے (3)

علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں کہ ولیمہ کرنا سنت ہے (4)

البدور البازغہ میں شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں ولیمہ میں کئی اہم نکتے پوشیدہ ہیں مثلاً۔

---

(1) شاہ ولی اللّٰہ، حجۃ اللّٰہ البالغہ، ص130/2

(2) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب الامر باباحۃ الداعی الی دعوۃ رقم1429ص1052/2

(3) عینی، عمدۃ القاری، ص144/20

(4) ابن عابدین، ردُ المحتار، ص304/5

اول: یہ کہ ولیمہ کے ذریعہ لطیف طریقہ سے عقدِ نکاح کا اعلان اور توثیق ہو جاتی ہے۔

دوم: یہ کہ ولیمہ عہد طفولیت کے اختتام، رشد و کمال تک پہنچنے اور نظامِ منزل میں قدم رکھنے کی توفیق میسر آنے پر منعم حقیقی کا شکریہ ادا کرنا ہے۔

سوم: یہ کہ ولیمہ زنِ منکوحہ کی طرف خاوند کے اظہار رغبت کا مظہر ہے۔

چہارم: یہ کہ ولیمہ خوشی کے موقع پر مال خرچ کرنے کی فطری خواہش کو تسکین دیتا ہے۔(1)

6.8 تدبیرِ منزل کی خرابیوں کے ذرائعِ اِزالہ

پہلا ذریعہ: ثالثی کمیٹی

جب ازدواجی زندگی میں کدورت پیدا ہو جائے، خاوند اور بیوی کا اعتماد بحال نہ رہے اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہو کہ یہ زوجین باہم دیگر صلح پر آمادہ بھی نہ ہوں ایسی صورت حال میں دونوں کو چاہیئے کہ اپنی طرف سے ایک ایک نمائندہ مقرر کر دیں اور جملہ اُمور فیصلہ انہیں تفویض کر دیں۔ اور یہ ثالثی کونسل زوجین کے درمیان ناچاکی کے اسباب کو معلوم کرے اس کے بعد ثالثوں کو کسی تدبیر کے ساتھ جانبین میں الفت بحال رکھنے کا راستہ نکالنا چاہیئے اگر خدانخواستہ مصالحت کی کوئی تدبیر ظاہر نہ ہو سکے اور دونوں افراد مصالحتی کوششوں کے نتیجہ خیز ہونے کا انکار کر دیں اور سوائے تفریق اور جدائی کے کوئی چارہ کار نظر نہ آئے تو زوجین کو لڑائی کی زندگی سے بچانے کیلئے شرعی طریقہ کے مطابق عورت کی طرف سے معاوضہ کے ساتھ یا بغیر معاوضہ کے طلاق دلوا دی جائے اور ثالثوں کو عدل کا ترازو قائم کرنا چاہیئے اس سلسلہ میں قرآنی تعلیمات حسبِ ذیل ہیں۔

{ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَاۤ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا }(2)

---

(1) شاہ ولی اللّٰہ، البدور البازغہ، ص137

(2) النساء، 35:4

یعنی اور اگر تمہیں زوجین کے جھگڑے کا خوف ہے تو ایک فیصلہ کرنے والا خاوند کی طرف سے اور دوسرا فیصل عورت کی طرف سے بھیجو یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان میں میل پیدا کردے گا۔

متعدد روایات سے بھی حکمین کی تفریق کے ثبوت ملتے ہیں(1)

طلاق اور جدائی کے بعد عورت کو عدت گزارنے کا پابند کردیا گیا جس کی درج ذیل دو حکمتیں ہیں۔

الف یہ کہ عقدِ نکاح کی شان کو برقرار رکھا جائے۔

ب یہ کہ اگر حمل ہو تو وضعِ حمل تک انتظار کیا جائے تاکہ نسب اشتباہ سے محفوظ رہے۔

دوسرا ذریعہ: قضاءِ قاضی

جب مصالحت کی تمام صورتیں ناکام ہو جائیں مگر خاوند عورت کو تنگ کرنے کی غرض سے رکھتا بھی نہیں ہے اور چھوڑتا بھی نہیں ہے تو ان حالات میں قاضی اِن زوجین کے درمیان تنسیخ نکاح کا حکم جاری کرسکے گا۔(2)

(1) ابن ابی شیبہ ، حافظ ابو بکر عبد اللّٰہ بن محمد ، المصنف ، ص512/6
(2) شاہ ولی اللّٰہ ،البدورالبازغہ ، ص139

دوسرا حصہ : اَولاد و والدین

اِرتفاقِ ثانی سے متعلق دوسری حکمت، حکمتِ منزلیہ کا دوسرا حصہ اولاد کے حقوق وواجبات پر مشتمل ہے۔

1 حقوقِ اولاد

1.1 اچھے نام کا انتخاب

حضرت شاہ ولی اللہ نے حقوقِ اولاد میں سے پہلا حق اچھے اچھے ناموں کے ساتھ بچوں کو موسوم کرنا قرار دیا ہے کیوں کہ ناموں کے زندگی پر اثرات ہوتے ہیں، یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں۔
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل گذشتہ انبیاء اور صالحین کے نام رکھتے تھے

(انھم کانوا یسمون بأنبیائھم والصالحین قبلھم (1)

علماء کی ایک جماعت نے اس حدیث سے انبیاء کے نام رکھنے پر استدلال کیا ہے اور اس کے جواز پر تمام علماء کا اِجماع ہے البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا ہے اور ہم اس کی تاویل بیان کر چکے ہیں نبی ﷺ نے اپنے فرزند کا نام ابراہیم رکھا اور آپ کے اصحاب میں سے بہت لوگوں کے نام انبیاء کے نام پر تھے۔ قاضی نے کہا کہ بعض علماء نے ملائکہ کے نام رکھنے کو مکروہ کہا ہے یہ حارث بن مسکین کا قول ہے اور امام مالک نے جبریل اور یاسین نام رکھنے کو مکروہ کہا ہے۔(2)
حضور ﷺ نے بعض ناموں کو پسند فرمایا ہے جیسے عبداللہ، انبیاء و مرسلین کے نام اور کچھ ناموں کو ناپسند بھی فرمایا جیسے کسی بچے کا نام، افلح رباح ، یسار ، اور نافع رکھنا (ان ناموں میں کامیابی ، نفع بخشی اور آسانی کا مفہوم پایا جاتا ہے تو جب اس نام والے کو بلایا جائے اور وہ موجود نہ ہو تو جواب ملے گا کہ افلح نہیں ہے تو یہ بدفالی ہوگی)

(1) مسلم ،الجامع الصحیح، حدیث نمبر 5483
(2) نووی ، شرح صحیح مسلم ، ص207/2

اسی طرح جن ناموں میں پارسائی کا اظہار ملتا ہو مثلاً بـــرّہ یا فخر و کبر کا مفہوم ملتا ہو، جیسے کسی کا نام شہنشاہ رکھنا ناجائز ہے۔

2. عقیقہ

اولاد کا دوسرا حق یہ ہے کہ اُن کے نام سے عقیقہ کیا جائے، بہتر یہ ہے کہ ساتویں دن بچے کا نام رکھا جائے اور عقیقہ کیا جائے (1) اور عقیقہ کا طریقہ یہ ہے کہ اگر لڑکا ہو تو دو بکری یا دو بھیڑ اور لڑکی ہو تو ایک بکری یا بھیڑ ذبح کرے یا قربانی کی گائے میں لڑکے کیلئے دو حصے اور لڑکی کیلئے ایک حصہ لے لے اور سر کے بال منڈوا دے اور بال کے برابر چاندی یا سونا تول کر خیرات کر دے اور لڑکے کے سر میں اگر مناسب سمجھے تو زعفران لگا دے۔ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ جانور ذبح کر کے عقیقہ کی سنت بجالائیں جس میں یہ نکتے ہیں۔

پہلا نکتہ: بچے کے صحتِ نسبی کا اعلان اور خوشگوار طریقہ سے اس کا اقرار

دوسرا نکتہ: زچہ و بچہ کی خیریت پر خوشی اور اعترافِ نعمت کا اظہار ہے

تیسرا نکتہ: بچے اور اس کی والدہ کے ساتھ پیار کا ظاہری ثبوت ہے۔

چوتھا نکتہ: بچے کا فدیہ (2)

3. مناسب تربیت

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں

بچوں کی مناسب نشو و نما کیلئے تربیت و پرورش کی مناسب تدبیر والدین کا فرض ہے، بچوں کی جسمانی صحت کیلئے مناسب کھیل اور تفریح کا انتظام کریں بچوں کو ایسے مقامات پر جانے سے روکا جائے جہاں مار پیٹ یا اعضاء کے ٹوٹنے یا اُن کے ضائع ہونے کا غالب گمان ہو۔

---

(1) ابن عابدین ، ردّ المحتار ، ص328/5

(2) ابن عابدین ، ردّ المحتار ، ص368/5
شاہ ولی اللّٰہ ، البدور البازغہ ، ص142

حضرت سعید بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

(مأنحل والد ولدہ من نحل افضل من ادب حسن) (1)

یعنی باپ اپنے اولاد کو جو کچھ دیتا ہے اُس میں سے سب سے بہتر عطیہ اُس کی اچھی تعلیم و تربیت ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ تربیت اولاد میں حسبِ ذیل اُمور کو پیش نظر رکھتے ہیں۔

یہ کہ بچہ جب سنِ تمیز کو پہنچ جائے تو سب سے پہلے فصیح و بلیغ زبان کی تعلیم دی جائے

یہ کہ بچے کو پاکیزہ اخلاق کا خوگر بنا دیا جائے نیز معاشرہ کے شُرفاء جن آداب کو اختیار کرتے ہیں اُس طرح کے آداب سکھائے جائیں۔

یہ کہ بچے کو ذلت ورُسوائی اور تکبر و تعلّی کے افراط وتفریط سے بچا کر اعتدال و توازن کی کیفیت سے آراستہ کر دیا جائے۔

یہ کہ بچے کو کھانے پینے، اُٹھنے بیٹھنے، چلنے، پھرنے اور بزرگوں کے سامنے گفتگو کے آداب سے آگاہ کیا جائے۔

یہ کہ بچے کے نصاب تعلیم میں اس بات کو پیش نظر رکھا جائے کہ وہ نصاب دنیا کے معاش کیلئے بھی مفید ہو اور مَعاد کیلئے بھی بہتر ہو، وہ نصابِ تعلیم دنیا و دین کی بہتری کا ضامن ہو۔

یہ کہ جب بچے حد بلوغ تک پہنچ جائیں تو والدین کی ذمہ داری ہے کہ بچے کو حلال روزی کمانے کے طریقے سکھائیں (تاکہ یہ معاشرہ میں محتاجی کی زندگی بسر کرنے سے بچے رہیں اور اُن کی شادی کرائیں (2)

---

(1) ترمذی ،السنن،کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ ﷺ ، باب ما جاء فی ادب الولد، رقم 1952ص338/4

(2) شاہ ولی اللہ ، م ن ، ص142

2۔ حقوقِ والدین

حضرت شاہ ولی اللہ والدین کے جن حقوق کا بطورِ خاص ذکر کیا ہے وہ کل چار ہیں

2.1 خدمت کرنا

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

(رغم انفہ رغم انفہ رغم انفہ قیل من یا رسول اللہ ؟ قال من ادرك والدیہ عند الکبر احدھما او کلاھما ثم لم یدخل الجنۃ) (1)

یعنی اُس کی ناک خاک آلود ہوگئی یعنی وہ ذلیل ہو (یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی) لوگوں نے پوچھا حضور یہ فرمائیں کون ذلیل ہوگیا؟ آپ نے فرمایا وہ شخص جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پایا پھر (اُن کی خدمت کر کے جنت میں نہ جاسکا۔

2.2 احترام کرنا

والدین کے حوالہ سے بچوں پر دوسرا فرض یہ ہے کہ والدین کا اِحترام کریں نسبی والدہ کا احترام تو اپنے مقام پر ہے ہی سہی حضور ﷺ نے تو اپنی رضاعی والدہ کا بھی احترام کرنے میں کوئی کمی نہیں کی ،حضرت ابوالطفیل فرماتے ہیں

(رأیت النبی ﷺ یقسم لحما بالجعرانۃ اذ اقبلت امرأۃ حتی دنت الی النبی ﷺ فبسط لھا رداء ہ فجلست علیہ فقلت من ھی قالو ھی امہ التی ارضعتہ) (2)

یعنی میں نے حضور ﷺ کو مقام جعرانہ پہ دیکھا کہ آپ گوشت تقسیم فرما رہے تھے اچانک ایک خاتون آئیں اور حضور ﷺ کے قریب ہوگئیں، چنانچہ حضور ﷺ نے اُن کیلئے اپنی چادر کو بچھا دیا اور وہ اُس چادر کے اوپر بیٹھ گئیں، میں نے لوگوں سے پوچھا یہ خاتون کون ہیں؟ اُنہوں نے بتایا

(1) مسلم ،الجامع الصحیح ،کتاب لبر ولصلۃ والادب، باب رغم انف من ادرك ابویہ او احدھما عندالکبرفلم ،رقم 2551ص1978/4

(2) ابو داؤد،سنن،کتاب الادب، باب فی برالوالدین،رقم 5744ص337/4

کہ یہ آپ کی وہ ماں ہیں جنہوں نے دودھ پلایا تھا۔

2.3 حکم ماننا/ نافرمانی نہ کرنا

حضورﷺ نے فرمایا

(ان اللّٰہ حرم علیکم عقوق الامہات و واد البنات و منعا و ھات وکرہ لکم قیل و قال وکثرہ السوال واضاعۃ المال)(1)

اَللّٰہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر ماؤں کے نافرمانی، لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا، اورحرص وبخل کوحرام قرار دے دیا ہے، اوراُس نے تمہارے لئے بے کار قسم کی گفتگو زیادہ سوال اور مال کے برباد کرنے کو ناپسند کیا ہے۔

2.4 اُف تک نہ کہنا

والدین کے سامنے انسان کو ایسی حالت میں رہنے کا پابند کر دیا ہے کہ جس میں اُف تک کہنا بھی ناجائز ہے۔ اِرشاد باری تعالیٰ ہے

{ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًاؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا } (2)

اورتمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اُس کے سوا کسی کو مت پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تمہارے سامنے اُن میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن سے اُف تک نہ کہنا اور نہ جھڑکنا اوران سے تعظیم کی بات کرنا۔

---

(1) البخاری ،الجامع الصحیح ،کتاب استقراض واداء الدیون والحجر ولتفلیس، باب ما ینھی عن اضاعۃ المال،رقم 2277ص848/5

(2) بنی اسرائیل ، 23:17

تیسرا حصہ: مالک ومملوک

ارتفاقِ ثانی سے متعلق دوسری حکمت، حکمتِ منزلیہ کا تیسرا حصہ مالک ومملوک یا سردار وماتحت کے حقوق وفرائض پر مشتمل ہے۔

تفاوتِ منصبی فطری عمل ہے۔

مالک ومملوک یا سردار و ماتحت کے حقوق وفرائض کا ذکر کرنے سے پہلے یہ سمجھا ضروری ہے کہ معیشت کے مراتب کا تفاوت ایک فطری عمل ہے سب کے سب افراد ایک جیسی معیشت کے حامل نہیں ہو سکتے۔ حضرت شاہ ولی اللہ اس سلسلہ میں رقمطراز ہیں۔

''یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے کہ اُس نے سب انسانوں کو یکساں طبیعت سے نہیں نوازا ہے بلکہ اُنہیں مختلف مدارج اور مراتب کے ساتھ پیدا کیا ہے طبیعتوں کے یکساں نہ ہونے کی وجہ ہی ہے کہ بعض اشخاص غلامی اور ماتحتی کی عادت رکھتے ہیں، وہ اپنی کم ہمتی کے باعث آزادانہ طور پر اکتساب معاش نہیں کر سکتے ہیں وہ ماتحتی کی زندگی میں خوش رہتے ہیں تسلیم وانقیاد کی عادت رکھنے والے افراد آقائی اور سرداری حیثیت میں پریشانی اور کوفت محسوس کرتے ہیں

اس کے برعکس بعض لوگ طبیعت کے اعتبار سے سرداری اور آقائی خُو لے کر پیدا ہوتے ہیں، ایسے لوگ عالی ہمت اور قیادت وسیادت کی صلاحیت کے حامل ہوتے ہیں، ایسے لوگ اپنی ذات کے کفیل تو ہوتے ہی ہیں یہ دوسروں کی کفالت کو بھی بخوشی قبول کرتے ہیں، اور سیاسی بالادستی کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، ایسے لوگوں نے یا تو ایسا ماحول پیدا کر دیا یا پیدا شدہ حالات سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے کچھ لوگوں کو اپنا غلام بنالیا اِس طرح جب یہ روش آہستہ آہستہ بڑھتی چلی گئی تو معاشرہ کے اندر آقا اور غلام کا ایک نیا رشتہ قائم ہو گیا، جِسے خوش اسلوبی سے آگے بڑھانے کیلئے عُقلاء نے قواعد وضوابط کو وضع کیا تا کہ اِنسانی معیشت بہتر طریقہ سے ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے(1)

(1) شاہ ولی اللہ، البدور البازغہ، ص134

1 تحفظِ غلامان کے اہم ضابطے

شریعتِ اسلامیہ نے غلامی کی رسم کو ختم کرنے اور غلاموں کے تحفظ کیلئے بہت سے ضابطے وضع کئے ہیں، اُن میں سے چندایک درج ذیل ہیں۔

1.1 آزاد منش کو غلام نہ بنانا

آزاد انسانوں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دینے میں اسلام خواہش نہیں رکھتا یہی وجہ ہے کہ جو لوگ آزاد اِنسانوں کو گرفتار کر کے فروخت کر دیا کرتے تھے اور یہ خریدار خریدے ہوئے شخص کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے غلام بنالیا کرتے تھے۔ اِسلام نے اِس پالیسی کی حوصلہ شکنی کی ہے اور بجز جہادی کاروائی کے آزاد شخص کو گرفتار کر کے غلام بنانے کو نا جائز قرار دیا ہے۔

حدیثِ قُدسی میں ہے، اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتا ہے۔

''قیامت کے دن میں تین اشخاص کے ساتھ جھگڑا کروں گا، ایک وہ جس نے میرے نام پر عہد کر کے عہد شکنی کی دوسرا وہ شخص جس نے آزاد انسان کو بیچ کر اس کی قیمت کھالی اور تیسرا وہ شخص جس نے کسی مزدور سے مزدوری کرانے کے بعد اُسے اُجرت نہیں دی۔(1)

1.2 جنگ کے بغیر غلام بنانے کی تمام کاروائیوں کو مسترد کرنا

زمانہ جاہلیت میں آزاد انسانوں کو گرفتار کر لیا جاتا اور انہیں غلام ظاہر کر کے بیچ دیا جاتا مگر اِسلام نے ایسی گرفتاریوں کو ناجائز قرار دے دیا اور متعدد مصالح کے پیشِ نظر دورانِ جنگ وجدل گرفتار ہونے والوں کو غلام بنانے کی رسم کو باقی رکھا جیسا کہ اِرشاد باری تعالیٰ سے معلوم ہوتا ہے۔

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، ص302/1

{ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ }(1)

یعنی اے نبی ہم نے آپ پر آپ کی اُن بیویوں کو حلال کر دیا جن کا مہر آپ ادا کر چکے ہیں اور آپ کی باندیوں کو آپ پر حلال کر دیا جو اللہ نے آپ کو مالِ غنیمت کے ذریعہ عطا کی ہیں۔

مگر آج جبکہ دنیا میں غلاموں اور لونڈیوں کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ باہمی فیصلہ کے ذریعے ہر ملک غلام اور لونڈی نہ بنانے اور جنگی قیدیوں کو تبادلہ میں چھوڑنے کا پابند ہو چکا ہے اور انسانوں کو غلام بنانا مذموم قرار دیا جا چکا ہے اسلام جو کہ مکارمِ اخلاق کا سب سے بڑا داعی ہے ان معروضی حالات میں بھی جنگی قیدیوں کو غلام اور لونڈی بنانا جائز نہیں ہے۔(2)

1.3 غلاموں کو آزاد کرنے کے ضابطے و ترغیبات

جب اسلام کا ظہور ہوا ہے تو اُس وقت غلاموں اور لونڈیوں کا کاروبار خوب چمک رہا تھا، غلاموں اور لونڈیوں کی کثرت کو مالداری کی علامت قرار دیا جاتا تھا، مگر اِسلام نے اس نظام کو ختم کرنے کیلئے متعدد غلطیوں کے اِرتکاب پر غلاموں اور لونڈیوں کے آزاد کرنے کو اُن غلطیوں کا کفارہ قرار دیا، مثلاً

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے۔

{ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ }(3)

(1) احزاب، 33 :50

(2) غلام رسول سعیدی، تبیان القرآن، ص 855/7

(3) المائدۃ، 89:5

یعنی اَللہ تعالیٰ تمہاری پختہ قسموں (کے توڑنے) پر تمہارا مواخذہ کرے گا، اُس کا کفارہ دس محتاجوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے اہل وعیال کو کھلاتے ہو یا اُنہیں کپڑے دینا ہے یا ایک غلام آزاد کرنا ہے اور جسے میسر نہ ہو وہ تین دن کے روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے، جب تم قسم اُٹھاؤ (اور پھر توڑ دو) اسی طرح ظہار کے کفارہ میں بھی ایک صورت غلام کو آزاد کرنا ہے (1)

اسی طرح احادیث صحیحہ میں روزہ کے کفارہ کی ایک صورت غلام کو آزاد کرنا ہے (2)

اسی طرح اگر کوئی شخص غلطی سے کسی مسلمان کو قتل کر دیتا ہے تو اس کا کفارہ بھی غلام آزاد کرنا ہے۔ (3)

اسی طرح اگر مسلمان نے کسی غیر معاہد کافر ملک میں رہنے والے مسلمان کو قتل کر دیا تو اُس کا کفارہ ایک مسلمان غلام کو آزاد کرنا ہے (4)

غلام آزاد کرنے پر قانونی نفاذ کے ساتھ ساتھ اُخلاقی اعتبار سے بھی غلام آزاد کرنے کو مستحسن قرار دیا گیا ہے، اور قرآن وسنت میں اس کی واضح ترغیبات ملتی ہیں۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے۔

{ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ o فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ o يَتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ } (5)

یعنی اے مسلمان تجھے کیا معلوم کہ دین کا دشوار گذار راستہ کیا ہے؟ (وہ راستہ یہ ہے) غلام کو آزاد کرنا، قحط کے دنوں میں بھوکوں کو کھانا کھلانا یا کسی رشتہ دار یتیم یا کسی خاک نشین مسکین کو کھانا کھلانا،

(1) المجادلہ ، 3:58

(2) البخاری ، الجامع الصحیح ، کتاب لصوم ، باب اذا جامع فی رمضان ولم یکن لہ شئ فتصدق علیہ ، رقم 1834 ص 684/2

(3) النساء ، 92:4

(4) النساء ، 92:4

(5) البلد 90 :11 تا 16

حضور ﷺ نے غلام آزاد کرنے کی ترغیب اس طرح عطا فرمائی ہے۔

"عن ابی هریرة قال قال النبی ﷺ ایما امری اعتق امرأ مسلما استنقذ الله بكل عضو منه من النار"(1)

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر عضو کے بدلہ میں اس آزاد کرانے والے کے ہر عضو کو آگ سے آزاد کر دے گا۔

(عن ابی هریرة رضی الله عنه عن رسول الله ﷺ انه قال للمملوك طعامه و كسوته ولا يكلف من العمل الا ما يطيق) (2)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غلام کو کھانا اور کپڑا دو اور اسے ایسے کام پر مجبور مت کرو جو اُس کی طاقت سے زیادہ ہو۔

مزید فرمایا

(من قذف مملوكه بالزنا يقام عليه الحد يوم القيامة الا ان يكون كما قال) (3)

یعنی جس شخص نے اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگائی قیامت کے دن اس (الزام لگانے والے) پر حد قائم کی جائے گی مگر یہ کہ وہ سچا ہو۔

---

(1) مسلم ،الجامع الصحيح ،كتاب لعتق، باب فضل العتق، رقم1509ص1148/2

(2) مسلم ، الجامع الصحيح، كتاب الايمان ، باب اطعام المملوك مما ياكل والباسه مما يلبس ولايكفله،رقم1662ص1284/3

(3) مسلم ،الجامع الصحيح ،كتاب الايمان ، باب التغليظ على من قذف مملوكه بالزنا،رقم1660ص1282/3

مزید فرمایا

(عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذا صنع لاحدكم خادمه طعامه ثم جاء ه به و قد ولی حره و دخانه فليقعده معه فلياكل فان كان الطعام مشفوها قليلا فليضع فی يده منه اكلة او اكلتين قال داؤد يعنی لقمة او لقمتين) (1)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمہارا خادم تمہارا کھانا تیار کر کے لائے اِس حالت میں کہ اُس نے کھانا پکانے میں گرمی اور دھویں کو برداشت کیا ہو وہ اُسے بٹھا کر اپنے ساتھ کھلائے اور اگر کھانا بہت ہی کم ہو تو اُس (خادم) کے ہاتھ میں ایک یا دو لقمے رکھ دے۔

(عن ابی مسعود الانصاری قال كنت اضرب غلاما لی فسمعت من خلفی صوتا اعلم ابا مسعود الله اقدر عليك منك عليه فالتفت فاذا هو رسول الله ﷺ فقلت يا رسول الله ﷺ هو حر لوجه الله فقال اما لولم تفعل للفحتك النار او لمستك النار) (2)

یعنی حضرت ابو مسعود انصاری کہتے ہیں کہ میں اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی اے ابو مسعود! تمہیں علم ہونا چاہئے کہ جتنا تم اس غلام پر قادر ہو اللہ تعالیٰ تم پر اس سے زیادہ قادر ہے میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے، میں نے کہا یا رسول اللہ وہ اللہ کے لئے آزاد ہے آپ نے فرمایا اگر تم ایسا نہ کرتے تو تمہیں جہنم کی آگ جلاتی یا فرمایا کہ تمہیں جہنم کی آگ مس کرتی۔

حضور ﷺ نے جہاں مالکوں کو مملوکوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے وہاں مملوکین کو بھی اپنے مالکوں کے احکام بجا لانے، ان کی توقیر و تعظیم اختیار کرنے اور ان کے اموال کی حفاظت کرنے

(1) مسلم، الجامع الصحيح، كتاب الايمان، باب اطعام المملوك مما ياكل والباسه مما يلبس ولايكفله، رقم 1663ص1284/3

(2) مسلم، الجامع الصحيح، كتاب الايمان، باب صحبة المماليك وكفارة من لطم عبده، رقم 1659ص1281/3

پر برانگیختہ فرمایا ہے۔

(عن ابن عمر ان رسول الله ﷺ قال ان العبد اذا نصح لسیدہ و احسن عبادة الله فله اجرہ مرتین) (1)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب غلام اپنے آقا کی خیر خواہی کرے اور اللہ تعالیٰ کی اچھی طرح عبادت کرے تو اسے دوگنا اجر ملے گا۔

نیز فرمایا

(قال ابو ھریرةؓ قال رسول الله ﷺ للعبد المملوك المصلح اجران والذی نفس ابی ھریرة بیدہ لو لا الجهاد فی سبیل الله والحج و بر اُمی لاحببت ان اموت و انا مملوك) (2)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیک غلام کیلئے دو اجر ہیں قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر جہاد فی سبیل اللہ حج اور ماں کے ساتھ نیک سلوک کی عبادات نہ ہوتیں تو میں یہ پسند کرتا کہ مجھے غلامی کی حالت میں موت آئے۔

2۔ مالک و مملوک کے بہتر تعلقات سے متعلق اُصول

حضرت شاہ ولی اللہ نے آقا اور غلام کے تعلقات کو بہتر بنانے کے مندرجہ ذیل چند اُصول بیان کئے ہیں۔

اول: یہ کہ آقا ایسے غلام کا انتخاب کرے جو بالطبع خدمت گزار ہو۔

دوم: یہ کہ غلام کو اپنے لئے آقاؤں میں سے کسی ایک آقا کا انتخاب کرنا پڑے تو غلام کو چاہئے کہ کسی ایسے شخص کی خدمت اِختیار کرے جو سخی اور فیاض ہو، صاحبِ عقل و دانش، با مروت اور عالی ہمت ہو۔

---

(1) مسلم ،الجامع الصحیح ،کتاب الایمان،باب ثواب العبد واجرہ اذا نصح لسیدہ واحسن عبادة الله ،رقم1664ص1284/3

(2) مسلم ،الجامع الصحیح ،کتاب الایمان،باب ثواب العبد واجرہ اذا نصح لسیدہ واحسن عبادة الله ،رقم1665ص1284/3

سوم: یہ کہ دونوں (آقا و غلام) کے درمیان تعلقات کی اساس اِحسان ہمدردی اور شراکت پر ہونا چاہیئے

چہارم: آقا کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے خادموں کو اپنے ساتھ لذیذ کھانوں خوبصورت اور قیمتی کپڑوں میں شریک کرلیا کرے۔

پنجم: غلام کیلئے ضروری ہے کہ وہ ظاہر اور باطن میں اپنے آقا کا مطیع فرمان رہے، اور مالک کی موجودگی یا غیر موجودگی میں وفادار اور خیر خواہ رہے۔

ششم: اگر آقا اپنے غلام میں رشد و ذکاوت کی حِس ترقی پذیر یا برسرِ عمل دیکھے تو سمجھ لے کہ یہ شخص بالطبع آزاد منش ہو گیا ہے تو مالک کو چاہیئے کہ اس غلام کو رقم لے کر یا بغیر رقم لئے آزاد کر دے۔(1)

---

(1) شاہ ولی اللہ، البدور البازغہ، ص141,140